OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN: 2071-8683; E-ISSN: 2707-0077
Volume 29, Issue, 1, 2024
http://alqalamjournalpu.com/

روایت حدیث میں عدالتِ صحابہؓ کے متعلق فقہاء و محدثین کی آراء کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

A Critical Analysis of the Opinions of Jurists and Muhaddithin Regarding the Adalt-e- Sahaba (Trustworthiness) in the Narration of Hadith

Shahid Mahmood
Research Scholar, Dar us Salam, Lahore.
Ahsan Mahmood
PhD Scholar, Allama Iqbal Open University Islamabad, Pakistan.

Abstract

KEYWORDS:

Sahaba, Adaala, Siqqa, Muhaddithin, Fuqaha, Ijma, Riwayte Hadith, Adalt-e-Sahaba, Ismat, Muatazila, Khwarij, Rawafiz

Date of Publication: 25-06-2024

CC BY NC ND

The foundation of Islam rests on two primary sources: the Quran and the Sunnah. Both of these sources have been transmitted to the Ummah through the continuous chain of the Sahaba. The exclusion of the Sahaba from this chain would disrupt its continuity, emphasizing the pivotal role of the Sahaba as the first pious generation of Islam.The unanimous consensus among scholars is that all the Sahaba were trustworthy (siqqa), just (aadil), and believers (momin) specially in the reporting of deen. This conviction is grounded in the Quran, Sunnah, and the acceptance and narration of these qualities by our pious predecessors. In this article, we discussed the concept of 'adaala' (trustworthiness) among the Sahaba, drawing insights from the statements of jurists (fuqaha) and hadith scholars (muhaddithin). Almost universally, fuqaha affirm the trustworthiness of the Sahaba in reporting hadith. However, certain deviant sects, such as the Khawarij, Mu'tazilah, and Rawafiz hold an opposing view, arguing that not all Sahaba are trustworthy. This perspective, however, stands in stark contradiction to the consensus upheld by mainstream Islamic scholarship. It is essential to clarify that acknowledging the trustworthiness of the Sahaba in transmitting hadith does not imply that they were infallible or immune to

major sins. Sunni hadith critics have assessed the transmission of the Sahaba and concluded that, despite their human fallibility, they collectively proved to be truthful transmitters of hadith. The reliability of the companions is not merely a theological axiom; rather, it is substantiated by textual and historical indicators, as well as explicit references in the Quran and Sunnah. The consensus among scholars further solidifies the status of the Sahaba as reliable narrators. In conclusion, the trustworthiness of the Sahaba is a foundational element in the preservation of Islamic knowledge, and their contributions remain integral to understanding and practicing the teachings of Islam.

تعارف

اہل سنت و جماعت کا متفقہ و مسلّمہ عقیدہ ہے کہ جمیع صحابہ کرامؓ ثقہ و عدول اور مومن ہیں، ان کا دین معتبر ہے، وہ دین میں ثقہ، عادل و ضابط ہیں۔ صحابہ کی وثاقت، عدالت، دین اور امانت مسلّم ہے، کتاب عزیز اور سنت شریفہ سے ان کی عدالت کے اثبات پر صریح نصوص وادلہ ہیں۔ جس طرح انبیائے کرامؑ اخیار الناس ہیں، بعینہ انبیاء کے بعد صحابہ اخیارِ امت اور خیرِ خلق ہیں۔ اللہ حکیم نے ان کے ذریعے سے تمام امت پر حجت قائم کرتے ہوئے انھیں دین کا راوی بنایا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی اداؤں کا پیکر بنایا ہے جس کی وجہ سے صحابہ معیارِ ایمان بن گئے بلکہ ایمان کی دلیل بن گئے۔ اس آرٹیکل میں روایتِ حدیث کے تناظر اور پس منظر میں صحابہ کی عدالت و وثاقت کی درجہ بندی پر بحث کی جائے گی، نیز ان کے متعلق جمہور اور معتزلہ و خوارج وغیرہ کے نقطۂ نظر کا تنقیدی جائزہ اور عدالتِ صحابہ کے متعلق ضمنی مباحث کو بیان کرنا مقصود و مطلوب ہے۔

عدل کی لغوی واصطلاحی تعریف

عدل اور عادل کا لغوی معنی اہل لغت نے کیا بیان کیا ہے، اس سلسلے میں علامہ جوہری (متوفی ۳۹۳ھ) نے عدل کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

اَلْعَدْلُ: خِلافُ الْجَوْرِ. يُقَالُ: عَدَلَ عليه في القضيّة فهو عادِلٌ. وبسط الوالي عَدْلَهُ ومَعْدِلَتَهُ ومَعْدَلَتَهُ. وفلانٌ مِنْ أَهْلِ الْمَعْدَلَةِ، أي من أهل العَدْلِ. ورجلٌ عَدْلٌ، أي رِضاً ومَقْنَعٌ في الشهادةِ.[1]

''عدل ظلم وجور کا متضاد ہے۔ اس نے فیصلہ کرتے ہوئے عدل کیا، سو وہ عادل ہے۔ ولی نے اپنا عدل وعدالت پھیلایا۔ اور فلاں اہل عدالت میں سے ہے اور وہ آدمی سراپا عدل ہے، یعنی جو گواہی کے لیے پسندیدہ اور موزوں ہو۔''

علامہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں:

العَدْلُ مِنَ النَّاسِ: المَرْضِيُّ قولُهُ وحُكْمُه.. ورَجُلٌ عَدْلٌ: رِضاً ومَقْنَعٌ فِي الشَّهَادَةِ؛[2]

''لوگوں میں عادل وہ شخص ہے جس کا قول وحکم پسندیدہ ہو---اور عادل شہادت وگواہی میں پسندیدہ وموزوں شخص کو کہتے ہیں۔''

اصطلاحی تعریف

امام خطیب بغدادی عدالت کی اصطلاحی تعریف یوں کرتے ہیں:

إِنَّ الْعَدْلَ هُوَ مَنْ عُرِفَ بِأَدَاءِ فَرَائِضِهِ وَلُزُومِ مَا أُمِرَ بِهِ، وَتَوَقِّي مَا نُهِيَ عَنْهُ، وَتَجَنُّبِ الْفَوَاحِشِ الْمُسْقِطَةِ, وَتَحَرِّي الْحَقِّ وَالْوَاجِبِ فِي أَفْعَالِهِ وَمُعَامَلَتِهِ، وَالتَّوَقِّي فِي لَفْظِهِ مَا يَثْلِمُ الدِّينَ وَالْمُرُوءَةَ، فَمَنْ كَانَتْ هَذِهِ حَالَهُ فَهُوَ الْمَوْصُوفُ بِأَنَّهُ عَدْلٌ فِي دِينِهِ، وَمَعْرُوفٌ بِالصِّدْقِ فِي حَدِيثِهِ[3]

''عدالت سے متصف شخص اسے کہتے ہیں جو فرائض و اوامر کی ادائیگی اور ان پر ہمیشگی اختیار کرے، منع کردہ امور سے بچے، فواحش ورذائل سے اجتناب کرے، اپنے افعال ومعاملات میں حق تلاش کرے، دین اور خلافِ مروت امور سے احتراز کرے، چنانچہ جو ان اوصاف سے متصف ہو تو وہ اپنے دین میں عادل اور اپنی بات میں صادق ہے۔''

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وَالْمُرادُ بالعَدْلِ: مَنْ لَهُ مَلَكَةٌ تَحْمِلُهُ على مُلازمةِ التَّقوى والمُروءةِ. والمُرادُ بالتَّقوى: اجْتِنابُ الأعمالِ السَّيِّئةِ مِن شِرْكٍ أَو فِسقٍ أَو بِدعةٍ.[4]

"عدل سے مراد جو ایسا ملکہ رکھتا ہو جو اسے تقویٰ و اخلاق حسنہ کے سلسلے میں مداومت پر ابھارتا ہو۔ تقویٰ سے مراد ہے کہ شرک، فسق اور بدعت جیسے برے اعمال سے اجتناب کرے۔"

علامہ صنعانی لکھتے ہیں:

أَنَّ الْعَدْلَ هُوَ مَنْ غَلَبَ خَيْرُهُ شَرَّهُ وَلَمْ يُجَرَّبْ عَلَيْهِ اعْتِيَادُ كَذِبٍ[5]

"عادل اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کی خیر اس کے شر پر غالب ہو اور عادتاً اس نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔"

عدالت صحابہ کے متعلق محدثین وفقہاء کی آراء

عدالتِ صحابہ کے سلسلے میں محدثین وفقہاء کا اجماع ہے کہ جمیع صحابہ عدول ہیں، اول ناقلینِ شریعہ ہیں، خیر قرون اور خیر امت ہیں، نیز اللہ اور اس کے رسول نے انھیں عادلین ٹھہرایا ہے۔ ذیل میں محدثین وفقہاء کے اقوال درج کیے جاتے ہیں:

امام ابو زرعہ رازی فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَنْتَقِصُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْلَمْ أَنَّهُ زِنْدِيقٌ، وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَنَا حَقٌّ، وَالْقُرْآنَ حَقٌّ، وَإِنَّمَا أَدَّى إِلَيْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَنَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّمَا يُرِيدُونَ أَنْ يُجَرِّحُوا شُهُودَنَا لِيُبْطِلُوا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، وَالْجَرْحُ بِهِمْ أَوْلٰى وَهُمْ زَنَادِقَةٌ[6]

"جب تم کسی شخص کو اصحابِ رسول اللہ ﷺ کی تنقیص کرتے دیکھو تو جان لو کہ وہ زندیق ہے، کیونکہ رسول، قرآن مجید اور جو کچھ آپ پر نازل ہوا، یہ سب حق ہیں اور یہ ہمیں انھی صحابہ کے ذریعے سے ہی پہنچی ہیں، دراصل یہ لوگ کتاب و سنت کو باطل کرنے کے لیے ہماری شہادتوں پر جرح کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ان پر جرح کرنا زیادہ مناسب ہے اور یہ سب زندیق ہیں۔"

امام ابن حبان عدالت صحابہ کے متعلق لکھتے ہیں:

إِنَّ اللّٰہَ نَزَّہَ أَقْدَارَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلْبِ قَادِحٍ، وَصَانَ أَقْدَارَهُمْ عَنْ وَقِيعَةِ مُتَنَقِّصٍ، وَجَعَلَهُمْ كَالنُّجُومِ يُقْتَدٰى بِهِمْ.

''بلاشبہ اللہ نے اصحابِ رسول ﷺ سے ایسے عیب کی تنزیہ کر دی ہے جو عدالت میں قدح کا باعث ہو، ان کی شخصیات کو ایسے گناہ سے محفوظ رکھا ہے جو ان کی شان میں تنقیص کا سبب ہو اور انھیں ایسے ستاروں کے مانند بنایا ہے جن کی پیروی کی جاتی ہے۔''[7]

حافظِ مغرب علامہ ابن عبد البر کہتے ہیں:

فَهُمْ خَيْرُ الْقُرونِ، وَخَيْرُ أُمَّةٍ أَخْرَجَتْ لِلنَّاسِ، ثَبُتَتْ عَدَالَةُ جَمِيعِهِمْ بِثَنَاءِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْهِمْ وَثَنَاءِ رَسُولِهِ عَلَيْهِ السَّلَامِ، وَلَا أَعْدَلُ مِمَّنِ ارْتَضَاهُ اللّٰہُ لِصَحَبَةِ نَبِيِّهِ وَنَصْرَتِهِ، وَلَا تَزْكِيَةُ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ، وَلَا تَعْدِيلُ أَكْمَلُ مِنْهُ.

''صحابہ کا زمانہ بہترین زمانہ تھا، وہ اُمت کے بہترین افراد تھے، جنہیں لوگوں (کی ہدایت) کے لیے پیدا کیا گیا تھا۔ تمام صحابہ کی عدالت ثابت ہے، کیونکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ نے ان کی ثنا کی ہے۔ اس سے بڑا عادل کوئی نہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور نصرت کے لیے پسند فرمالیا ہو، اس سے افضل تزکیہ اور اس سے کامل تعدیل کوئی نہیں۔''[8]

حافظِ مشرق ابو بکر خطیب بغدادی آیت و حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أَنَّ عَدَالَةَ الصَّحَابَةِ ثَابِتَةٌ مَعْلُومَةٌ بِتَعْدِيلِ اللّٰہِ لَهُمْ وَإِخْبَارِهِ عَنْ طَهَارَتِهِمْ، وَاخْتِيَارِهِ لَهُمْ فِي نَصِّ الْقُرْآنِ فَمِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: {كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ} [آل عمران: 110] وَقَوْلُهُ: {وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا} [البقرة: 143] وَهَذَا اللَّفْظُ وَإِنْ كَانَ عَامًّا فَالْمُرَادُ بِهِ الْخَاصُّ.

''صحابہ کرام کی عدالت ثابت اور معلوم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی نصوص میں ان کی تعدیل کی ہے اور ان کے پاکباز اور پسندیدہ ہونے کی خبر دی ہے، نیز نص قرآنی میں اللہ تعالیٰ کے منتخب و مختار ہیں---''[9]

علامہ ابن الصلاح نے اس مسئلے میں اجماع امت بیان کیا ہے:

إِنَّ الْأُمَّةَ مُجْمِعَةٌ عَلٰى تَعْدِيلِ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ، وَمَنْ لَابَسَ الْفِتَنَ مِنْهُمْ فَكَذَلِكَ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ الَّذِينَ يُعْتَدُّ بِهِمْ فِي الْإِجْمَاعِ، إِحْسَانًا لِلظَّنِّ بِهِمْ، وَنَظَرًا إِلَى مَا تَمَهَّدَ لَهُمْ مِنَ الْمَآثِرِ، وَكَأَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَتَاحَ الْإِجْمَاعَ عَلٰى ذٰلِكَ لِكَوْنِهِمْ نَقَلَةَ الشَّرِيعَةِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.[10]

"پوری امت، جمیع صحابہ اور جو فتنوں میں مبتلا ہوئے، کی تعدیل پر متفق ہے، اسی طرح تمام علماء کا اس پر اجماع ہے، ان کے بارے میں حسنِ ظن رکھتے ہوئے اور ان کے اوصاف حمیدہ کو دیکھتے ہوئے، گویا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس پر اجماع مقدر کر دیا تھا کیونکہ وہ ناقلینِ شریعت ہیں۔"

امام نووی کا قول ہے:

اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عَدُولٌ، مَنْ لَابِسَ الْفِتَنَ وَغَيْرَهُمْ بِإِجْمَاعِ مَنْ يَتَعَدَّ بِهِ.[11]

"اس بات پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ عدول ہیں، خواہ وہ فتنوں میں مبتلا ہوئے ہوں یا اس کے علاوہ۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

كَانَ الصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٍ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ۔

"تمام محدثین وفقہاء کا اتفاق ہے کہ سارے کے سارے صحابہ ثقہ ہیں۔"[12]

امام ابن کثیر صحابہ کی وثاقت وعدالت کے بارے میں لکھتے ہیں:

وَالصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عَدُولٌ عِندَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، لِمَا أَثْنَى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فِي كِتَابِهِ الْعَزِيزِ، وَبِمَا نَطَقَتْ بِهِ السُّنَّةُ النَّبَوِيَّةُ فِي الْمَدْحِ لَهُمْ فِي جَمِيعِ أَخْلَاقِهِمْ وَأَفْعَالِهِمْ، وَمَا بَذَلُوهُ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَرْوَاحِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَغْبَةً فِيمَا عِندَ اللّٰهِ مِنَ الثَّوَابِ الْجَزِيلِ، وَالْجَزَاءِ الْجَمِيلِ.[13]

"اہل السنہ والجماعہ کے نزدیک تمام صحابہ عدول ہیں کیونکہ اللہ نے اپنی کتاب میں ان کی تعریف و

ثنا فرمائی، سنت نبویہ نے ان کے جمیع اخلاق و افعال کی تحسین کی، نیز انھوں نے اللہ کی طرف سے ملنے والے ثوابِ جزیل اور جزائے جمیل کی حرص و طمع رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خاطر اپنے اموال و نفوس تک نچھاور کر دیے۔"

حافظ ابن حجر کا فرمانا ہے:

وَقَدِ اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلَى أَنَّ الْجَمِيعَ عَدُولٌ، وَلَمْ يُخَالِفْ فِي ذٰلِكَ إِلَّا شُذُوذٌ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ.14

"اہل سنت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور بعض بدعتیوں کے علاوہ اس کے بارے میں کسی نے مخالفت نہیں کی۔"

عدالت صحابہ کے متعلق ضمنی مباحث

۱۔ عدالت صحابہ کا مفہوم

صحابہ کے عادل و ثقہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے اقوال و اخبار میں ثقہ ہیں، وہ اپنی گواہیوں اور اپنی باتوں میں جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتے اور نہ انھوں نے رسول ﷺ پر کبھی جھوٹ بولا ہے، لہٰذا روایتِ حدیث میں ان کی وثاقت و عدالت معتبر ہے اور اس کی جانچ پڑتال کی ضرورت نہیں، اگرچہ وہ معصومیت کے درجے میں نہیں آتے بلکہ ان سے گناہوں کا صدور ہو سکتا ہے اور ہوا بھی لیکن اس سب کے باوجود ان کی مجموعی سیرت کامل و اکمل ہے، رہی روایت حدیث میں ان کی عدالت و وثاقت تو اس کے کامل و اکمل ہونے میں ادنیٰ درجے کا شک و شبہ بھی مفقود ہے۔

اس سلسلے میں اصولی امام علی بن اسماعیل ابیاری مالکی فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِعَدَالَتِهِمْ ثُبُوتُ الْعِصْمَةِ لَهُمْ، وَاسْتِحَالَةُ الْمَعْصِيَةِ، وَإِنَّمَا الْمُرَادُ قَبُولُ رِوَايَاتِهِمْ مِنْ غَيْرِ تَكَلُّفِ بَحْثٍ عَنْ أَسْبَابِ الْعَدَالَةِ، وَطَلَبِ التَّزْكِيَةِ، إِلَّا مَنْ يَثْبُتُ عَلَيْهِ ارْتِكَابُ قَادِحٍ، وَلَمْ يَثْبُتْ ذَلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، فَنَحْنُ عَلَى اسْتِصْحَابِ مَا كَانُوا عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى يَثْبُتَ خِلَافُهُ، وَلَا الْتِفَاتَ إِلٰى مَا يَذْكُرُهُ أَهْلُ

السِّيَرِ، فَإِنَّهُ لَا يَصِحُّ، وَمَا صَحَّ فَلَهُ تَأْوِيلٌ صَحِيحٌ. وَلَا عِبْرَةَ بِرَدِّ بَعْضِ الْحَنَفِيَّةِ رِوَايَاتِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَتَعْلِيلِهِمْ بِأَنَّهُ لَيْسَ بِفَقِيهٍ، فَقَدْ عَمِلُوا بِرَأْيِهِ فِي الْغُسْلِ ثَلَاثًا مِنْ وُلُوغِ الْكَلْبِ وَغَيْرِهِ

''صحابہ کے عادل ہونے سے مراد یہ نہیں کہ وہ معصوم عن الخطا تھے اور ان سے گناہ سرزد ہونا محال تھا۔ بلکہ عدالت صحابہ سے مراد یہ ہے کہ ان کی روایت مطلق طور پر قبول ہے، ان کے اسباب عدالت و تزکیہ کے متعلق بحث و تحقیق کی ضرورت نہیں، الا یہ کہ کسی میں جرح ثابت ہو جائے مگر ایسا کچھ ثابت نہیں، والحمد للہ۔ لہذا ہم صحابہ کو ویسا ہی (عادل) سمجھتے ہیں جیسے وہ عہد نبوی میں تھے، یہاں تک کہ اس کے خلاف ثابت ہو جائے۔ جو کچھ اہل سیر (صحابہ کے متعلق) بیان کرتے ہیں، ان کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا، کیونکہ وہ ثابت نہیں اور جو کچھ ثابت ہے، ان کی صحیح تاویل موجود ہے۔ نیز یہ بھی معتبر نہیں کہ جو احناف نے سیدنا ابو ہریرہ کی بعض روایات رد کی ہیں اور علت یہ بتائی کہ آپ غیر فقیہ تھے۔ جبکہ خود احناف نے سیدنا ابو ہریرہ بیان کی بعض آراء پر عمل کیا ہے، مثلاً جب کتا برتن میں منہ ڈال دے، تو اسے تین مرتبہ دھویا جائے گا۔''[15]

علامہ ماوردی حنبلی نے عدالتِ صحابہ کے متعلق وضاحت کرتے ہیں:

لَيْسَ الْمُرَادُ بِكَوْنِهِمْ عُدُولًا الْعِصْمَةَ لَهُمْ، واسْتحالَةَ الْمَعْصِيَةِ عَلَيْهِمْ، إِنَّمَا الْمُرَادُ أَنْ لَا نَتَكَلَّفَ الْبَحْثَ عَنْ عَدَالَتِهِمْ، وَلَا طَلَبَ التَّزْكِيَةِ فِيهِمْ. [16]

''صحابہ کے عادل ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ معصوم ہیں، ان سے معصیت سرزد نہیں ہو سکتی بلکہ مراد یہ ہے کہ ہمیں ان کی عدالت کے متعلق بحث کا مکلف نہیں ٹھہرایا گیا اور نہ ہی ان کے بارے میں ہم سے تزکیہ کا مطالبہ کیا گیا ہے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے عدالت صحابہ کا مفہوم بیان کیا ہے:

وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَصْدَقِ النَّاسِ حَدِيثًا عَنْهُ، لَا يُعْرَفُ فِيهِمْ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيْهِ كَذِبًا، مَعَ أَنَّهُ كَانَ يَقَعُ مِنْ أَحَدِهِمْ مِنَ الْهَنَاتِ مَا يَقَعُ وَلَهُمْ ذُنُوبٌ وَلَيْسُوا مَعْصُومِينَ. [17]

''اصحابِ نبی ﷺ لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر صداقت کے پیکر ہیں، کوئی ایک بھی صحابی ایسا نہیں جس نے آپ ﷺ پر تعمداً جھوٹ بولا ہو، باوجود اس کے ان میں سے بعض کچھ فتنوں میں بھی مبتلا ہوئے ہیں، ان کی لغزشات بھی ہیں اور وہ معصوم بھی نہیں ہیں۔''

مجموع الفتاویٰ میں لکھتے ہیں:

وَسَائِرُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَأَئِمَّةُ الدِّينِ لَا يَعْتَقِدُونَ عِصْمَةَ أَحَدٍ مِنْ الصَّحَابَةِ وَلَا الْقَرَابَةِ وَلَا السَّابِقِينَ وَلَا غَيْرِهِمْ؛ بَلْ يَجُوزُ عِنْدَهُمْ وُقُوعُ الذُّنُوبِ مِنْهُمْ، وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَغْفِرُ لَهُمْ بِالتَّوْبَةِ، وَيَرْفَعُ بِهَا دَرَجَاتِهِمْ، وَيَغْفِرُ لَهُمْ بِحَسَنَاتٍ مَاحِيَةٍ، أَوْ بِغَيْرِ ذَلِك مِنْ الْأَسْبَابِ[18]

''تمام اہل السنہ والجماعہ اور ائمہ دین کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ، اہل بیت، سابقون الاولون اور دیگر ہستیوں میں سے کوئی بھی معصوم نہیں بلکہ ان سے گناہوں کا صدور ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان گناہوں کو توبہ سے معاف کرتے ہوئے ان کے درجات بڑھا دیتا ہے اور گناہوں کو مٹانے والی نیکیوں یا دیگر اسباب سے انھیں بخش دیتا ہے۔''

نیز لکھتے ہیں:

وَلِمَا كَانَ أَصْحَابُهُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِدِينِهِ وَأَطْوَعَهُمْ لَهُ لَمْ يَظْهَرْ فِيهِمْ مَا ظَهَرَ فِيمَنْ بَعْدَهُمْ لَا فِي أَمْرِ الْقُبُورِ وَلَا غَيْرِهَا؛ فَلَا يُعْرَفُ مِنَ الصَّحَابَةِ مَنْ كَانَ يَتَعَمَّدُ الْكَذِبَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانَ فِيهِمْ مَنْ لَهُ ذُنُوبٌ لَكِنْ هٰذَا الْبَابُ مِمَّا عَصَمَهُمُ اللّٰهُ فِيهِ مِنْ تَعَمُّدِ الْكَذِبِ عَلٰى نَبِيِّهِمْ، وَكَذَلِكَ الْبِدْعَ الظَّاهِرَةَ الْمَشْهُورَةَ مِنْ بِدْعَةِ الْخَوَارِجِ وَالرَّوَافِضِ وَالْقَدَرِيَّةِ وَالْمُرْجِئَةِ لَمْ يُعْرَفْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ.[19]

''صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کی شریعت کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے اور آپ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے تھے، اس لیے ان میں ایسے امور ظاہر نہ ہوئے جو بعد والوں میں ظاہر ہوئے، جیسے قبروں اور دیگر امور

کامعاملہ ہے، چنانچہ کسی ایک صحابی کا بھی علم نہیں جس نے رسول اللہ ﷺ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا ہو، اگرچہ ان میں سے کچھ سے گناہوں کا صدور ہوا تھا لیکن اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے انھیں معصوم رکھا کہ وہ اپنے نبی پر جانتے بوجھتے جھوٹ کا ارتکاب کریں، اسی طرح مبتدعہ گروہوں، جیسے خوارج، روافض، قدریہ اور مرجیہ کی مشہور ظاہری بدعات کے متعلق کوئی صحابی معروف نہیں۔"

۲۔ صحابی کی تعریف

امام احمد بن حنبلؒ صحابی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ صَحِبَهُ سَنَةً أَوْ شَهْرًا أَوْ يَوْمًا أَوْ سَاعَةً أَوْ رَآهُ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهِ، لَهُ مِنَ الصُّحْبَةِ عَلٰى قَدْرِ مَا صَحِبَهُ.[20]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وَالْأَصْحَابُ: جَمْعُ صَاحِبٍ والصَّاحِبُ: اِسمٌ فاعلٌ من صَحِبَهُ يُصاحِبُهُ، وذلك يقعُ على قليلِ الصحابةِ وكثيرِها لأنه يقالُ: صَحِبْتَهُ ساعَةً وصَحِبْتَهُ شَهرًا وصَحِبْتَهُ سنة.[21]

"صاحب کی جمع صحابہ ہے اور یہ اسم فاعل ہے جو زیادہ یا تھوڑے دونوں پر بولا جاتا ہے کیونکہ کہا جاتا ہے کہ تم اس کے ساتھ ایک گھڑی، مہینہ اور سال رہے۔"

صحابی کی سب سے جامع اور صحیح تعریف غالباً امام ابن حجر نے کی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا بِهِ، وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَيَدْخُلُ فِيمَنْ لَقِيَهُ مَنْ طَالَتْ مَجَالِسُهُ لَهُ أَوْ قُصِرَتْ، وَمَنْ رَوٰى عَنْهُ أَوْ لَمْ يَرْوِ، وَمَنْ غَزَا مَعَهُ أَوْ لَمْ يَغْزَ، وَمَنْ رَأٰهُ رُءْيَةً وَلَوْ لَمْ يُجَالِسْهُ، وَمَنْ لَمْ يَرَهُ لِعَارِضٍ كَالْعَمِيِّ.[22]

"صحابی اسے کہتے ہیں جس نے حالتِ ایمان میں نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اور اسلام پر ہی فوت ہوا۔ اس تعریف میں ہر وہ شخص صحابی شمار ہوگا جو زیادہ عرصہ تک آپ ﷺ کی صحبت میں رہا یا کچھ عرصہ کے لیے، خواہ اس نے آپ کی احادیث کو روایت کیا ہو یا نہ کیا ہو، خواہ وہ آپ کے ساتھ کسی جنگ میں شریک ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، خواہ اس

نے آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو، اگرچہ وہ آپ کے ساتھ مجالست نہ کر سکا یا بصارت نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو نہ دیکھ سکا۔"

اصولیوں اور محدثین کی تعریفات

اصولیین صحابی کی تعریف یوں کرتے ہیں:

من صَحِبَ النَّبي صَلّی الله علیه وسلم مُؤمناً بِه مُدةً تَكْفِي عُرْفًا لِوَصْفِهِ بِالصُّحْبَةِ، ومَاتَ عَلی الْإِسلَامِ.

"جو ایمان کی حالت میں نبی ﷺ کے ساتھ اتنی مدت تک رہا جو عرف میں وصف صحبت کے لیے کافی ہو اور اسلام ہی پر اس کی وفات ہوئی ہو۔"

محدثین صحابی کی تعریف یہ کرتے ہیں:

مَنْ رَأَی النَّبي صَلّی اللهُ علیهِ وسلّمَ مُؤْمناً بِه ومَاتَ عَلٰی ذٰلِكَ. [23]

"جس نے ایمان کی حالت میں نبی ﷺ کو دیکھا اور اسی پر وفات ہوئی۔"

تعریفات میں فرق

ان تعریفات میں فرق کی بنیاد یہ ہے کہ فقہاء و اصولیین نے صحابی کے فقہ واجتہاد کو علت بنایا کہ مجتہد اور فقیہ راوی کون ہے جس سے حدیث لینا جائز ہے، چنانچہ اس کی بنیاد پر وہ عادل ٹھہرا جبکہ محدثین کے ہاں عدالت پیش نظر رہی اور استقرا سے پتہ چلا کہ یہ صحابی حالت ایمان میں نبی کریم ﷺ سے ایک مرتبہ بھی ملا ہے اور حالت ایمان میں ہی فوت ہوا ہے، سو وہ عادل راوی ہے۔

دوسرا فرق خاص اور عام رؤیت کا ہے، چنانچہ اصولیوں کے ہاں خاص رؤیت مراد ہے جبکہ محدثین کے نزدیک عام رؤیت مراد ہے، اس لیے انھوں نے مقام نبوی ﷺ کے شرف کے پیش نظر اس میں توسع سے کام لیا ہے۔[24]

۳۔عدالتِ صحابہ کے متعلق مبتدعین، معتزلہ، قدریہ اور روافض کا موقف

تمام صحابہ کی وثقات وعدالت کے بارے میں جمہور ائمہ مسلمین کا موقف تو "الصحابۃ کلھم عدول" ہی کا ہے جبکہ اہل السنہ والجماعہ سے خارج گروہوں، جیسے معتزلہ و روافض اور قدریہ کا موقف اس کے برعکس اور شذوذ پر مبنی اور

ناقابل التفات ہے۔ ان میں سے کچھ عدالت صحابہ کا کلی انکار کرتے ہیں، کوئی گروہ تخصیص کرتا ہے، جیسے معتزلہ وقدریہ اور کچھ کے موقف میں تفصیل ہے۔ چنانچہ امام ابن کثیر شافعیؒ معتزلہ کا موقف اور ان کی تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقول المعتزلة: الصحابة عدُولٌ إلا منْ قَاتل عَليّاً: قَوْلٌ باطلٌ مرذولٌ ومرْدودٌ.

نیز روافض کے عدالت صحابہ کے انکار کا ذکر اور ان کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَأَمَّا طَوَائِفُ الرَّوَافِضِ وَجَهْلُهُمْ وَقِلَّةُ عَقْلِهِمْ، وَدَعَاوِيهِمْ أَنَّ الصَّحَابَةَ كَفَرُوا إِلَّا سَبْعَةَ عَشَرَ صَحَابِيًّا، وَسَمُّوهُمْ: فَهُوَ مِنَ الْهَذَيَانِ بِلَا دَلِيلٍ، إِلَّا مُجَرَّدِ الرَّأْيِ الْفَاسِدِ، عَنْ ذِهْنٍ بَرِدٍ، وَهَوًى مُتَّبَعٍ، وَهُوَ أَقَلُّ مِنْ أَنْ يُرَدَّ. وَالْبُرْهَانُ عَلَى خِلَافِهِ أَظْهَرُ وَأَشْهَرُ، مِمَّا عُلِمَ مِنِ امْتِثَالِهِمْ أَوَامِرَهُ بَعْدَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَفَتْحِهِمُ الْأَقَالِيمَ وَالْآفَاقَ، وَتَبْلِيغِهِمْ عَنْهُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، وَهِدَايَتِهِمُ النَّاسَ إِلَى طَرِيقِ الْجَنَّةِ، وَمُوَاظَبَتِهِمْ عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالزَّكَوَاتِ وَأَنْوَاعِ الْقُرُبَاتِ، فِي سَائِرِ الْأَحْيَانِ وَالْأَوْقَاتِ، مَعَ الشُّجَاعَةِ وَالْبِرَاعَةِ، وَالْكَرَمِ وَالْإِيثَارِ، وَالْأَخْلَاقِ الْجَمِيلَةِ الَّتِي لَمْ تَكُنْ فِي أُمَّةٍ مِنَ الْأُمَمِ الْمُتَقَدِّمَةِ، وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ بَعْدَهُمْ مِثْلَهُمْ فِي ذَلِكَ، فَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، وَلَعَنَ مَنْ يَتَّهِمُ الصَّادِقَ وَيُصَدِّقُ الْكَاذِبِينَ. آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ. [25]

”جہاں تک روافض کے گروہوں، ان کی جہالت، قلتِ عقل اور ان کا یہ کہنا کہ سترہ صحابہ کے سوا جن کے انھوں نے نام بھی گنوائے ہیں، باقی سب کافر ہوگئے تھے تو یہ بلا دلیل دعویٰ، ہذیان و بکواس، مجرد فاسد رائے، کند ذہنی اور خواہش نفس کی پیروی کے سوا کچھ نہیں، یہ دعویٰ اس لائق ہی نہیں کہ اس کا رد کیا جائے بلکہ اس کے بطلان پر دلیل وبرہان زیادہ اظہر ومشہور ہے۔ کیونکہ یہ بالکل واضح بات ہے کہ صحابہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد (بھی) آپ کے اوامر کی سب سے بڑھ کر تعمیل کرتے رہے، انھوں نے شہر و ممالک فتح کیے، کتاب وسنت کی تبلیغ کی، انسانیت کو جنت کی راہ دکھائی، نمازوں، صدقات وخیرات اور قربِ الٰہی کے تمام امور پر مواظبت و ہمیشگی ہر ادوار وازمنہ میں کرتے رہے، نیز شجاعت وبہادری، جود وسخا اور اخلاق جمیلہ سے آراستہ زندگی کی ایسی داستانیں چھوڑ گئے

جن کی مثال امم متقدمہ میں ملتی ہے نہ ہی ان کے بعد آنے والوں میں ایسا اسوہ ملتا ہے، پس اللہ ان سے راضی و خوش ہو اور ایسوں پر لعنت کرے جو صادق کو متہم کرے اور جھوٹوں کو سچا گردانے، آمین یارب العالمین۔"

محدث امام ابن اثیر جزری (متوفیٰ ۶۰۶ھ) معتزلہ و قدریہ کا موقف ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلصَّحَابَةُ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ - جَمِيعُهُمْ عُدُولٌ بِتَعْدِيلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، لَا يَحْتَاجُونَ إِلَى بَحْثٍ عَنْ عَدَالَتِهِمْ. وَعَلَى هَذَا الْقَوْلِ مُعْظِمُ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْأَئِمَّةِ وَالْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ. وَذَهَبَ جُمْهُورُ الْمُعْتَزِلَةِ إِلَى أَنَّ عَائِشَةَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَمَعَاوِيَةَ، وَجَمِيعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ وَالشَّامِ فُسَّاقٌ بِقِتَالِهِمُ الْإِمَامَ الْحَقّ، يَعْنُونَ عَلِيًّا كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ. وَقَالَ قَوْمٌ مِنْ سَلَفِ الْقَدَرِيَّةِ: يَجِبُ رَدُّ شَهَادَةِ عَلِيٍّ، وَالزُّبَيْرِ، وَطَلْحَةِ، مُجْتَمِعِينَ وَمُتَفَرِّقِينَ، لِأَنَّ فِيهِمْ فَاسِقًا لَا بِعَيْنِهِ.

جمیع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے تعدیل کی ہوئی عادل ہستیاں ہیں، وہ اپنی عدالت کے متعلق محتاج بحث نہیں، یہی موقف سلف و خلف میں سے اکثریت علماء اور ائمۃ المسلمین کا ہے۔ جبکہ جمہور معتزلہ کا نظریہ یہ ہے کہ سیدہ عائشہؓ، طلحہؓ و زبیرؓ سمیت تمام اہل شام و عراق امام حق، یعنی سیدنا علیؓ سے قتال کرنے کی وجہ سے فسق کے مرتکب ٹھہرے۔ متقدمین قدریہ کے گروہ کے نزدیک سیدنا علی، زبیر، طلحہؓ کی گواہی ناقابل قبول ہے، چاہے وہ تمام ہوں یا ان میں سے کوئی بھی ہو، اس کی وجہ ان میں فسق کی موجودگی ہے اگرچہ غیر متعین طور پر ہی ہو۔"

پھر ان کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وكلُّ هٰذَا جُرْأة عَلى السَّلَف تُخَالفُ السنةَ، فَإِنَّ مَا جَرٰى بَيْنَهُمْ كَانَ مَبْنيًا عَلٰى الْاِجْتِهَادِ، وَكُلُّ مُجْتَهِدٍ مُصِيبٌ، والْمُصِيبُ وَاحِدٌ مثابٌ، والْمُخْطِئُ مَعْذُورٌ، لا تردُّ شَهَادَتُه. [26]

"معتزلہ و قدریہ میں سے ہر ایک کا قول سلف کے برعکس اور سنت کے مخالف ہے، کیونکہ صحابہ کے درمیان جو بھی اختلافات ہوئے ان کا مبنیٰ اجتہاد تھا۔ اور ہر مجتہد ثواب کا حقدار ٹھہرتا ہے جس

میں سے مصیب ماجور ہوتا ہے جبکہ مخطی معذور ہوتا ہے لیکن اس بنا پر اس کی گواہی رد نہیں کی جائے گی۔"

علامہ آلوسی نے بھی عدالت صحابہ کے اثبات پر اجماع نقل کرتے ہوئے شاذ موقف کی طرف اشارہ کیا ہے:

اِعْلَمْ أَنَّ أَهْلَ السَّنَةِ -إِلَّا مَنْ شُذَّ- أَجْمعُوا عَلٰى أَنَّ جَميعَ الصَّحابةِ عدُولٌ يَجِبُ عَلى الأمَّةِ تَعْظِيمُهُمْ.[27]

"واضح رہے کہ سوائے شاذ موقف رکھنے والوں کے، اہل السنہ کا جمیع صحابہ کی عدالت پر اجماع ہے، لہٰذا اس کی وجہ سے ان کی تکریم و تعظیم کرنی پوری امت پر واجب و ضروری ہے۔"

علامہ قرطبی مالکی نے بھی یہی بات کی ہے اور بعض مبتدعہ کا شاذ موقف کا رد کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

فَالصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُولٌ، أَوْلِيَاءُ اللّهِ تَعَالَى وَأَصْفِيَاؤُهُ، وَخِيَرَتُهُ مِنْ خَلْقِهِ بَعْدَ أَنْبِيَائِهِ وَرُسُلِهِ. هَذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَالَّذِي عَلَيْهِ الْجَمَاعَةُ مِنْ أَئِمَّةِ هَذِهِ الْأُمَّةِ. وَقَدْ ذَهَبَتْ شِرْذِمَةٌ لَا مُبَالَاةَ بِهِمْ إِلَى أَنَّ حَالَ الصَّحَابَةِ كَحَالِ غَيْرِهِمْ، فَيَلْزَمُ الْبَحْثُ عَنْ عَدَالَتِهِمْ. وَمِنْهُمْ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ حَالِهِمْ فِي بُدَاءَةِ الْأَمْرِ فَقَالَ: إِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْعَدَالَةِ إِذْ ذَاكَ، ثُمَّ تَغَيَّرَتْ بِهِمُ الْأَحْوَالُ فَظَهَرَتْ فِيهِمُ الْحُرُوبُ وَسَفْكُ الدِّمَاءِ، فَلَا بُدَّ مِنَ الْبَحْثِ. وَهَذَا مَرْدُودٌ،[28]

"تمام صحابہ عدول، اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے انتخاب کردہ اور انبیاء و رسل کے بعد اس کی مخلوق میں سے اخیر الخلق ہیں، یہ اہل سنت کا مذہب ہے اور اس امت کی جماعت کے ائمہ کا بھی یہی موقف ہے۔ ایک مٹھی بھر گروہ جو قابل ذکر بھی نہیں، کا کہنا ہے کہ صحابہ عام لوگوں جیسے ہیں، اس لیے ان کی عدالت کے متعلق جانچ پڑتال ضروری ہے۔ ان میں سے بعض نے ابتدائے اسلام میں ان کی حالت میں فرق کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس وقت تو عادل تھے، پھر جب ان کے حالات بدلے تو ان میں جنگیں اور خون ریزی شروع ہوگئی، اس لیے ان کے متعلق بحث و تحقیق لازمی ہے لیکن یہ موقف مردود ہے۔"

۴۔عدالت صحابہ اور ردۃ(ارتداد)

ردۃ،یعنی ارتداد شرفِ صحابیت سے محرومی کا سبب ہے، چنانچہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا، پھر مرتد ہو گیاتو اس کی صحابیت وعدالت ساقط ہو جائے گی، البتہ ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

البتہ مرتد اگر دوبارہ حالتِ ایمان میں لوٹ آئے اور ارتداد سے توبہ کر لے تو اس کی دو صورتیں ہیں: پہلی یہ کہ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہی میں ارتداد سے رجوع کر لے تو اس کی صحابیت وعدالت ثابت و معلوم رہے گی، اس میں کسی کا اختلاف نہیں، دوسری یہ کہ آپ ﷺ کی مبارک زندگی کے بعد توبہ کرے تو اس کے بارے میں فقہاء و محدثین کا اختلاف ہے، چنانچہ فقہاء جن میں امام ابو حنیفہ و شافعی سر فہرست ہیں، ان کا موقف ہے کہ ردہ محبطِ عمل ہے اور صحبت کو ساقط کر دیتی ہے، امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ ردہ تب محبطِ عمل ہے جب وہ آپ ﷺ کی زندگی کے بعد ہو۔ جیسا کہ علامہ عراقی (متوفی ۸۰۶ھ) لکھتے ہیں:

وَفِي دُخُولِ مَنْ لَقِيَهُ مُسْلِمًا ثُمَّ ارْتَدَّ ثُمَّ أَسْلَمَ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي الصَّحَابَةِ نَظَرٌ كَبِيرٌ، فَإِنَّ الرِّدَّةَ مُحْبِطَةٌ لِلْعَمَلِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ، وَنَصَّ عَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ فِي الْأُمِّ، وَإِنْ كَانَ الرَّافِعِيُّ قَدْ حَكَى عَنْهُ أَنَّهَا إِنَّمَا تُحْبِطُ بِشَرْطِ اتِّصَالِهَا بِالْمَوْتِ، وَحِينَئِذٍ فَالظَّاهِرُ أَنَّهَا مُحْبِطَةٌ لِلصُّحْبَةِ الْمُتَقَدِّمَةِ، كَقُرَّةَ بْنِ هُبَيْرَةَ، وَكَالْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ، أَمَّا مَنْ رَجَعَ إِلَى الْإِسْلَامِ فِي حَيَاتِهِ، كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، فَلَا مَانِعَ مِنْ دُخُولِهِ فِي الصُّحْبَةِ بِدُخُولِهِ الثَّانِي فِي الْإِسْلَامِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.[29]

جبکہ جمہور محدثین کے نزدیک ایسے شخص کی بھی صحابیت وعدالت بر قرار رہے گی۔اس کے حوالے سے علامہ ابن حجرؒ تعریفِ صحابی کی شرح کے ضمن میں لکھتے ہیں:

وَخَرَجَ بِقَوْلِنَا: "وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ" مَنْ لَقِيَهُ مُؤْمِنًا بِهِ ثُمَّ ارْتَدَّ، وَمَاتَ عَلَى رِدَّتِهِ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ. وَقَدْ وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ عَدَدٌ يَسِيرٌ، كَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ الَّذِي كَانَ زَوْجَ أُمِّ حَبِيبَةَ... وَكَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَطْلٍ... وَكَرْبِيعَةِ بْنِ أُمِيَّةَ بْنِ خَلَفٍ...

وَيَدْخُلُ فِيهِ مَنْ ارْتَدَّ وَعَادَ إِلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ، سَوَاءٌ اجْتَمَعَ بِهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً أُخْرَى أَمْ لَا، وَهَذَا هُوَ الصَّحِيحُ الْمُعْتَمَدُ.

وَالشَّقُّ الْأَوَّلُ لَا خِلَافَ فِي دُخُولِهِ. وَأَبْدَى بَعْضُهُمْ فِي الشَّقِّ الثَّانِي احْتِمَالًا، وَهُوَ مَرْدُودٌ لِإِطْبَاقِ أَهْلِ الْحَدِيثِ عَلَى عَدَدِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ فِي الصَّحَابَةِ، وَعَلَى تَخْرِيجِ أَحَادِيثِهِ فِي الصَّحَاحِ وَالْمَسَانِيدِ، وَهُوَ مِمَّنِ ارْتَدَّ ثُمَّ عَادَ إِلَى الْإِسْلَامِ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ [30]

"وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ کہنے سے مرتد نکل جائے گا جس کی موت حالت ردہ میں ہوئی، البتہ یہ تعداد بہت تھوڑی ہے، جیسے عبید اللہ بن جحش جو ام حبیبہؓ کا شوہر تھا، عبد اللہ بن خطل اور ربیعہ بن امیہ بن خلف۔ اور جو صحابی مرتد ہونے کے بعد اپنی وفات سے پہلے مسلمان ہو جائے، (اس کی دو صورتیں ہیں، پہلی:) ارتداد کے بعد اس کی نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہو گئی (دوسری:) اس کی ملاقات نہ ہو سکی، پہلی صورت میں وہ صحابی ہی رہے گا، اس میں کوئی اختلاف نہیں جبکہ دوسری صورت میں بھی صحابی ہی رہے گا، یہی معتبر اور صحیح موقف ہے۔ اگرچہ بعض نے دوسری صورت میں اشکال وارد کیا ہے لیکن یہ اشکال محدثین کے نزدیک ناقابل قبول ہے کیونکہ انھوں نے اشعث بن قیسؓ کو صحابہ میں شمار کیا ہے، اس کی احادیث صحاح و مسانید میں ذکر کی ہیں، حالانکہ وہ خلافت ابو بکر میں دوبارہ مسلمان ہوئے تھے۔"

امام صاحب نے نزہۃ النظر میں بھی یہی بات لکھی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

وقَوْلِي:"ولو تخلَّلت رِدَّةٌ"، أي: بَيْنَ لُقِيِّهِ لَهُ مُؤْمِنًا بِهِ، وبَيْنَ مَوْتِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، فإِنَّ اسمَ الصُحْبَةِ باقٍ لَهُ، سواءٌ رَجِعَ إِلَى الْإِسْلَامِ فِي حَيَاتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمْ بَعْدَهُ، سواءٌ لَقِيَهُ ثَانِيًا أَمْ لَا. [31]

۵۔عدالت صحابہ اور نفاق

صحابی کی تعریف میں نفاق نہیں آتا کیونکہ نفاق ایمان کے منافی ہے اور صحابہؓ سب مخلص مومن ہیں، چنانچہ علامہ ابن حجر نے صحابی کی تعریف میں اس کی صراحت کر دی ہے۔ قابلِ ذکر دوسری بات یہ ہے کہ صحابہ میں سے مہاجرین میں سرے سے نفاق موجود ہی نہیں تھا، کیونکہ جو بھی مکہ میں اسلام کا اظہار کرتا اسے اذیتیں دی جاتیں جبکہ انصار میں سے کچھ قبائل میں نفاق آیا جنھوں نے دنیوی مصلحت کے لیے اس کا اظہار کیا، پھر ان میں سے بھی

بہت تھوڑی تعداد ایسی تھی جن میں نفاق کا عنصر رہا جن میں عبد اللہ بن ابی سلول اور ان کے ہمنوا شامل ہیں۔[32]

چنانچہ ایسے لوگ مشہور و معروف تھے جن کی صحابہ معرفت رکھتے تھے۔ کیونکہ گاہے گاہے قرآن ان کے نفاق کے پردے چاق کرتا رہا، چنانچہ صحیح البخاری میں سیدنا کعب بن مالکؓ کی روایت میں ہے:

((فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُفْتُ فِيهِمْ أَحْزَنَنِي أَنِّي لَا أَرَى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ، أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ)) [33]

"نبی کریم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا تو مجھے بڑا رنج ہوتا کیونکہ یا تو وہ لوگ نظر آتے جن کے چہروں سے نفاق ٹپکتا تھا یا پھر وہ لوگ جنھیں اللہ تعالیٰ نے معذور اور ضعیف قرار دے دیا تھا۔"

اور سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں بھی اس چیز کی وضاحت ملتی ہے:

((وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ)) [34]

"ہم نے دیکھا کہ کوئی بھی باجماعت نماز سے پیچھے نہ رہتا تھا، سوائے ایسے منافق کے جس کا نفاق سب کو معلوم ہوتا۔"

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ کسی ایک منافق سے بھی حدیثِ رسول ﷺ نقل نہیں کی گئی، چنانچہ علامہ مرداوی اسی کی صراحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَالَ الْحَافِظ الْمزي: من الْفَوَائِد أَنه لم يُوجد قطّ رِوَايَة عَمَّنْ لُمِزَ بِالنِّفاقِ مِنَ الصَّحَابَةِ، رَضِي الله عَنْهُم . [35]

"حافظ مزی کہتے ہیں، ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ صحابہ میں سے روایت کرنے میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جسے نفاق کی وجہ سے مطعون کیا گیا ہو۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

وَالصَّحَابَةُ الْمَذْكُورُونَ فِي الرِّوَايَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِينَ يُعَظِّمُهُمُ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الدِّينِ، كُلُّهُمْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ بِهِ، وَلَمْ يُعَظِّمِ الْمُسْلِمُونَ -وَلِلّهِ الْحَمْدُ- عَلَى

الدِّينِ مُنَافِقًا. 36

"نبی ﷺ سے روایتِ حدیث میں مذکور صحابہ اور وہ صحابہ جن کی مسلمان دین کی بنیاد پر تعظیم کرتے ہیں، وہ سارے سچے مومن تھے کیونکہ مسلمانوں نے دین کے حوالے سے کسی بھی منافق کی کبھی تعظیم نہیں کی، وللہ الحمد۔"

خلاصہ بحث یہ ہے کہ روایت حدیث میں صحابہ کرامؓ سند کی پہلی مستند و معتبر کڑی ہے جس کی بنیاد عدالت و ثاقت میں اعلیٰ ترین معیار پر قائم ہے۔اور تمام صحابہؓ عدول ہیں جس میں عموم ہے۔یہ جمہور کا موقف ہے سوائے شذوذ فرقوں کے جس میں معتزلہ، خوارج، روافض اور دیگر مبتدعہ شامل ہیں جبکہ ان کا موقف دلائل کی رو سے غیر معتبر اور ناقابلِ التفات ہے۔ صحابہ کی عدالت و ثاقت عصمت کے مترادف نہیں بلکہ استقرا کے ذریعے سے محدثین و فقہاء کے نزدیک یہ مسلمہ اصول بن گیا کہ روایتِ حدیث میں ان کی عدالت و ثاقت پرکھی نہیں جائے گی کیونکہ صحابہ کرامؓ عدالت و ثاقت کو مجروح کرنے اور اس کے منافی چیزوں، جیسے ردہ، نفاق وغیرہ سے بالکل بری ہیں، وللہ الحمد

حواشی و حوالہ جات

[1] الجوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، دار العلم، بیروت، ۱۹۸۷، جلد ۵: صفحہ: ۱۷۶۰

1. Al-Jawharī, Ismā‘īl bin Hammād, Al-Sihāh Tāj al-Lughah wa Sihāh al-‘Arabiyyah, Dār al-‘Ilm, Beirut, 1987, Vol. 5: p. 1760

[2] افریقی، ابن منظور، محمد بن مکرم، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ، جلد ۱۱ ص: ۴۳۰

2. Afrīqī, Ibn Manzūr, Muhammad bin Makram, Dār Sādir, Beirut, 1414 H, Vol. 11: p. 430

[3] بغدادی، احمد بن علی، الکفایۃ فی علم الروایۃ، مکتبہ علمیہ، مدینہ منورہ، ص: ۸۰

3. Baghdādī, Ahmad bin ‘Alī, Al-Kifāyah fī ‘Ilm al-Riwāyah, Maktabah ‘Ilmiyyah, Madīnah Munawwarah, p. 80

[4] ابن حجر، احمد بن علی، نزھۃ النظر فی نخبۃ الفکر، مطبعۃ الصباح، دمشق، ۲۰۰۰ء، جلد ۱ ص: ۵۸

4. Ibn Hajar, Ahmad bin ‘Alī, Nuzhat al-Naẓar fī Nukhbat al-Fikr, Maṭba‘at al-Ṣabāḥ, Dimashq, 2000 AD, Vol. 1: p. 58

[5] صنعانی، محمد بن اسماعیل، سبل السلام، دار الحدیث، جلد ۲، ص ۵۸۳

5. Ṣan‘ānī, Muḥammad bin Ismā‘īl, Subul al-Salām, Dār al-Ḥadīth, Vol. 2, p. 583

[6] الکفایۃ فی علم الروایۃ، ص: ۴۹

6. Al-Kifāyah fī ‘Ilm al-Riwāyah, p. 49

[7] ابن حبان، محمد بن حبان، کتاب المجروحین من المحدثین، دار اللؤلؤة للنشر والتوزیع، جلد ا ص:۱۱۰

7. - Ibn Ḥibbān, Muḥammad bin Ḥibbān, Kitāb al-Majrūḥīn min al-Muḥaddithīn, Dār al-Lu’lu’ah lil-Nashr wal-Tawzī‘, Vol. 1: p. 110

8 ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار الجیل، بیروت، ۱۹۹۲، جلد ا ص:۲

8. Ibn ‘Abd al-Barr, Yūsuf bin ‘Abd Allāh, Al-Istī‘āb fī Ma‘rifat al-Aṣḥāb, Dār al-Jīl, Beirut, 1992, Vol. 1: p. 2

9 الکفایۃ فی علم الروایۃ، ص:۴۶

9. Al-Kifāyah fī ‘Ilm al-Riwāyah, p. 46

10 ابن الصلاح، عثمان بن عبد الرحمان، معرفۃ انواع علوم الحدیث، دار الفکر، بیروت، طبع اولی، ۱۹۸۶، ص:۲۹۵

10. Ibn al-Ṣalāḥ, ‘Uthmān bin ‘Abd al-Raḥmān, Ma‘rifat Anwā‘ ‘Ulūm al-Ḥadīth, Dār al-Fikr, Beirut, first edition, 1986, p. 295

11 نووی، یحی بن شرف، التقریب والتیسیر، دار الکتب العربی، بیروت، طبع اولی، ۱۹۸۵، ص:۹۲

11. Nawawī, Yaḥyā bin Sharaf, Al-Taqrīb wal-Taysīr, Dār al-Kutub al-‘Arabī, Beirut, first edition, 1985, p. 92

12 ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، منہاج السنۃ النبویۃ، جامعہ امام محمد بن سعود، طبع اولی، ۱۹۸۶، جلد ۲ ص:۴۵۷

12. Ibn Taymiyyah, Aḥmad bin ‘Abd al-Ḥalīm, Minhāj al-Sunnah al-Nabawiyyah, Jāmi‘ah Imām Muḥammad bin Sā‘ūd, first edition, 1986, Vol. 2: p. 457

13 اختصار علوم الحدیث، ص:182

13. Ikhtiṣār ‘Ulūm al-Ḥadīth, p. 182

14 ابن حجر، احمد بن علی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، دار الکتب العلمیہ، طبع اولی، ۱۴۱۵ھ، جلد ا ص:۱۳۱

14. Ibn Ḥajar, Aḥmad bin ‘Alī, Al-Iṣābah fī Tamīz al-Ṣaḥābah, Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, first edition, 1415 H, Vol. 1: p. 131

15 زرکشی، محمد بن عبد اللہ، البحر المحیط فی اصول الفقہ، دار الکتبی، طبع اولی، ۱۹۹۴ء، جلد ۶ ص:۱۸۹

15. Zarkashī, Muḥammad bin ‘Abd Allāh, Al-Baḥr al-Muḥīṭ fī Uṣūl al-Fiqh, Dār al-Kutubī, first edition, 1994 AD, Vol. 6: p. 189

16 ماوردی، علی بن سلیمان، التحبیر شرح التحریر، مکتبہ رشد، ریاض، طبع اولی، ۲۰۰۰ء، جلد ا ص:۱۹۹۴

16. Māwardī, ‘Alī bin Sulaimān, Al-Taḥbīr Sharḥ al-Taḥrīr, Maktaba Rushd, Riyāḍ, first edition, 2000 AD, Vol. 1: p. 1994

17 ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، منہاج السنۃ النبویۃ، جامعہ امام محمد بن سعود، طبع اولی، ۱۹۸۶، جلد ۲ ص:۴۵۶

17. Ibn Taymiyyah, Aḥmad bin ‘Abd al-Ḥalīm, Minhāj al-Sunnah al-Nabawiyyah, Jāmi‘ah Imām Muḥammad bin Sā‘ūd, first edition, 1986, Vol. 2: p. 456

18 ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاویٰ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، ط اولی، ۱۹۹۵، جلد ۳۵ ص:۶۹

18. Ibn Taymiyyah, Aḥmad bin ‘Abd al-Ḥalīm, Majmū‘ al-Fatāwā, Majma‘ al-Malik Fahd liṭibā‘at al-Muṣḥaf al-Sharīf, first edition, 1995, Vol. 35: p. 69

19 ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، الاخنائیۃ، دار الخراز-جدۃ، طبع اولی، ۲۰۰۰ء، ص:287

19. Ibn Taymiyyah, Aḥmad bin ‘Abd al-Ḥalīm, Al-Ikhnā’iyyah, Dār al-Kharāz - Jeddah, first edition, 2000 AD, p. 287

20 الکفایۃ فی علم الروایۃ، ص:۵۱

20. Al-Kifāyah fī ‘Ilm al-Riwāyah, p. 51

21 ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، الحرس الوطني السعودي، السعودیہ، ص:۵۷۵

21. Ibn Taymiyyah, Aḥmad bin ‘Abd al-Ḥalīm, Al-Ṣārim al-Maslūl ‘alā Shātim al-Rasūl, Al-Ḥaras al-Waṭanī al-Sa‘ūdī, Saudi Arabia, p. 575

22 الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جلد ۱ ص:۱۵۸

22. Al-Iṣābah fī Tamīz al-Ṣaḥābah, Vol. 1: p. 158

23 عیاض بن نامی السلمی، اصول الفقہ الذي لایسع الفقیہ جھلہ، دار التدمریہ، ط اولی، 2005ء، ص:۱۸۴

23. ‘Iyaḍ bin Nāmi al-Sulamī, Uṣūl al-Fiqh alla dhī lā Yasa‘ al-Faqīh Jahlahu, Dār al-Islām, Egypt, first edition, 2010 AD, p. 260

24 اختصار علوم الحدیث، ص:۱۸۰، مجموع الفتاویٰ، جلد ۳۵ ص:۶۲

24. Ibn ‘Uthaymīn, Muḥammad bin Ṣāliḥ, Sharḥ al-‘Aqīdah al-Wāsiṭiyyah, Dār Ibn al-Jawzī, Vol. 2: p. 443

25 ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، اختصار علوم الحدیث، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثانیہ، ص:۱۸۳

25. Al-Iṣābah fī Tamīz al-Ṣaḥābah, Vol. 1: p. 158

26 ابن اثیر جزری، ابو السعادات محمد بن محمد بن عبد الکریم، جامع الاصول، مکتبہ حلوانی، طبع اولی، جلد ۱ ص:۱۳۳

26. Ibn al-Athīr Jazari, Abū al-Sa‘ādāt Muḥammad bin Muḥammad bin ‘Abd al-Karīm, Jāmi‘ al-Uṣūl, Maktaba Ḥalwānī, first edition, Vol. 1: p. 133

آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ، الأجوبة العراقية على الأسئلة اللاهورية، مطبع حمیدیۃ، بغداد، ۱۳۰۱ء، ص:279

27. Alūsī, Shihāb al-Dīn Maḥmūd bin ‘Abd Allāh, Al-Ajwibah al-‘Irāqiyyah ‘ala al-As’ilah al-Lāhūriyyah, Maṭba‘ Ḥamīdiyyah, Baghdad, 1301 H, p. 9

28 قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، دار الکتب المصریہ، طبع ثانیہ، ۱۹۹۴ء، جلد ۱۶ ص:۲۹۹

28. Qurṭubī, Muḥammad bin Aḥmad, Al-Jāmi‘ li Aḥkām al-Qur’ān, Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, second edition, 1994, Vol. 16: p. 299

29 عراقی، ابو الفضل، زین الدین عبد الرحیم بن الحسین، شرح (التبصرۃ والتذکرۃ = الفیۃ العراقي)، دار الکتب العلمیہ، لبنان، بیروت، ط: اولی، ۲۰۰۲ء، جلد ۲ صفحہ ۱۲۰

29. ‘Irāqī, Abū al-Faḍl, Zain al-Dīn ‘Abd al-Raḥīm bin al-Ḥusayn, Sharḥ (al-Tafṣīrah wa al-Tadhkirah = Alfiyah al-‘Irāqī), Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Lebanon, Beirut, first edition, 2002 AD, Vol. 2: p. 120

30الاصابۃ، جلد ۱، ص:۱۵۸،۱۵۹

30. Al-Iṣābah, Vol. 1: p. 159, 158

31نزہۃ النظر، ص:۱۴۱

31. Nuzhat al-Naẓar, p. 141

32 مجموع الفتاویٰ، جلد ۳۵ ص:۶۳

32. Majmū‘ al-Fatāwā, Vol. 35: p. 63

33بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، حدیث:۴۴۱۸

33. Bukhārī, Muḥammad bin Ismā‘īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dār Ṭawq al-Najāh, Ḥadīth: 4418

34مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی-بیروت، حدیث:۶۵۴

34. Muslim, Muslim bin al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī – Beirut, Ḥadīth: 654

35التحبیر شرح التحریر، جلد ۴ ص ۱۹۹۵

35. Al-Taḥbīr Sharḥ al-Taḥrīr, Vol. 4: p. 1995

36منہاج السنۃ النبویۃ، جلد ۸ ص:۴۷۴

36. Minhāj al-Sunnah al-Nabawiyyah, Vol. 8: p. 474